رینٹ اے کار...کے شرعی مسائل

مفتی وزیر احمد، جامعہ ضیائے مدینہ، ماہی والا، جمال چھپری، لیہ

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ الَّذِیْ جَعَلَ نِعْمَ اَجْرَ الْعَامِلِیْن ...

بعہد حاضر انسان کی بڑھتی ہوئی ضروریات اور ان کے حوالہ سے مختلف النوع ایجادات آسانیاں فراہم کرنے کے ساتھ ساتھ نئے مسائل بھی پیدا کر رہی ہیں۔ازمنہ قدیم کی ایجادات تقویٰ او ورع کے حامل نفوس کے دامن کو چھوڑ کر جب ,,عجائب گھر،، کاراس المال بنتی ہیں۔تو اس وقت شرعی احکام کے ذیل میں استعمال ہونے والی قدیمی اصطلاحات بھی گھٹ کر رہ جاتی ہیں۔جب تک نئی ایجادات کے ساتھ جدید علمی تحقیقات و اصطلاحات سامنے نہ آئیں اس وقت تک عملی زندگی کی سمت خمیدہ محسوس ہوتی ہے۔البتہ جو نام کے انسان ہیں وہ حلال وحرام کی پرواہ کئے بغیر ان کے استعمال سے لطف اندوز ہونا جان وروح کی تسکین تصور کرتے ہیں۔

متلاشیانِ حق !ہر دور میں جدید ایجادات کی سہولیات بہم فراہم کرنیوالوں سے بڑھ کر جدید تحقیقات سامنے لانے کے فریضہ کو سرانجام دینے کے لئے کوشاں رہتے ہیں۔اور اس نہ ختم ہونے والے ایجادات کے سلسلہ کے اہم آہنگ ایسے اصول وضوابط بھی وضع کرتے ہیں جن کی روشنی میں شرعی حل تلاش کرنے میں ایک عام قاری کو مدد ملتی ہے۔اس کی واضح مثال ,,ٹرین،، بحری اور ہوائی جہاز یا پیدل، جانوروں کی پیٹھ اور سست رفتار کشتیوں پر سفر کرنے کی صعوبتوں سے بندوں کو جب چھٹکارا ملا۔تو معاً علماء کرام نے ان چیزوں کے متعلقہ پیش آنے والے مسائل کا شرعی حل بھی پیش کیا۔

لیکن جدید تحقیقات کے دائرہ ظرف میں اس قدر وسعت ہے جو پر ہونے والی نہیں۔جس قدر نئی تحقیقات فراہم کی جائیں اسی قدر مزید ایجادات کے باعث اور تحقیقات کی گنجائشیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ جیسا کہ صناعوں کی جدید صنائی کی متنوع صورتوں کو عقد اجارہ، عقد استصناع، امانت، وکالت اور دیگر اصطلاحات کے جامہا میں ملبوس کرنے کی اشد ضرورت ہے۔تاکہ ایک محلّہ کا امام اپنے عام ہنرمند و صنعت کار مقتدی کو اس کے کاروبار سے متعلق امور میں شریعت کے اصولوں کے مطابق رہنمائی فراہم کر سکے تاکہ اس کا کاروبار اپنے تمام تر گوشوں میں شرعی اصولوں کے تابع ہو کر ذریعہ رزقِ حلال بن سکے جدید مشینی دور میں انسانوں نے ضروریات کی تکمیل کی خاطر اپنے لئے جو سہولیات پیدا کر لی ہیں ان

میں قابل ذکر سہولت ہر قسم کی گاڑیوں کی کرایہ پر (بصورت ''رینٹ اے کار'') دستیابی بھی ہے۔ ہر ملک کے باشندوں کو موٹر سائیکل، رکشا، کار، کھدائی کا کام دینے والی مشینیں اور ہیلی کاپٹر و ہوائی جہازوں تک کا مستاجری پر ملنا اب امر دشوار نہیں رہا۔ مین شاہراہوں پر رینٹ اے موٹر سائیکل ...رینٹ اے رکشا...رینٹ اے کار... کے سائن بورڈ کی تنصیبات نمایاں طور پر دیکھنے کو ملتی ہیں۔

مؤخر الذکر اشیاء! موجر مستاجر کو جب مستاجری پر دیتا ہے تو متعاقدین کے مابین مظنون حادثات سے ہونے والے نقصان کی تلافی اور دیگر رو پزیر ہونے والے واقعات کے تحت جو شرائط طے کی جاتی ہیں اور اصول وضع کئے جاتے ہیں بیشتر ان میں سے نادرست اور قابلِ اصلاح ہیں۔ کرایہ پردی جانے والی گاڑیوں کے مروجہ طریقہائے کار میں ضرورتوں کے لحاظ اور مستاجروں کی حاجات کے اعتبار سے بہت تنوع ہے۔ لہذا بالعموم وہ معروف ومعمول بہا وجوہ ذکر کی جاتی ہیں جن میں ,,فقہ اسلامی،، کی رو سے فساد اور سقم ہے۔

مختلف النوع گاڑیوں کے مالک بعض کمپنیوں، اسکولوں، الیکشن کے مواقع پر سیاستدانوں، نجی کاروباریوں اور ہر قسمی ضروریات کے موقع پر حاجت مند لوگوں کو مستاجری پر درج ذیل شرائط کے تحت گاڑیاں فراہم کرتے ہیں۔

۱۔ گاڑی لے جانے کے بعد تادم واپسی گاڑی کی ہر قسمی فنی خرابی یا قلیل المقدار گاڑی کا جو نقصان ہوگا، گاڑی کے چلنے سے جو پرزے گھسنے سے تبدیل کرنے پڑیں گے وہ مستاجر کے ذمہ ہوں گے۔

۲۔ گاڑی کو ہر قسمی پیش آنے والے حادثات اور بھاری نقصانات کا تاوان مستاجر دیگا۔

(بعض اوقات کم مقدار کے نقصان اور گاڑی کا کام مستاجر کے ذمہ کرایہ کے ذیل میں لگایا جاتا ہے۔ زیادہ کام اور نقصان مالک کے سپرد کیا جاتا ہے۔)

۳۔ مستاجر نے گاڑی اگر کسی اہم پرزہ کے خراب اور شکستہ ہونے کے باعث متعدد ایام ورکشاپ پر ٹھیک کرنے کے لیے کھڑی کردی تو ان دنوں کے کرایہ کی منہائی بھی اُسی کے ذمہ ہوگی۔

نیز کبھی طویل المیعاد کرایہ پردی جانے والی گاڑیوں کی واپسی کی مدت مجہول رکھی جاتی ہے۔ اور موجر، مستاجر کا باہم تعلق و واسطہ بہت زیادہ ہو تو پھر بعض اوقات ,,کرایہ،، کا ذکر بھی نہیں کیا جاتا۔

حالانکہ مندرجہ بالا شرائط اور وجوہ کے ذیل میں کرایہ پردی جانے والی گاڑیوں کا یوں معاملہ طے کرنا ,,اجارہ فاسدہ،، ہے۔ جسے ختم کرنا اجر و مستاجر پر لازم وضروری ہے۔

شرط اول: اس شرط کے تحت یہ طے کرنا کہ ,,بالعموم یا قلیل المقدار گاڑی کا جو نقصان ہوگا یا گاڑی کے زیادہ چلنے سے جو پرزے گھسنے سے چینج کرنے پڑیں گے وہ مستاجر کے ذمہ ہوں گے،، یہ شرط ,,عقد

اجارہ،،کواس لیے فاسد کردیتی ہے کہ کرایہ دو چیزیں ٹھہرائی جارہی ہیں ۔ ا۔نقدی ۔۲۔گاڑی میں پیدا ہونے والی فنی خرابی کودور کرانا۔

گویا کہ دوسری چیز بھی کرایہ ہے جوکہ نامعلوم ہے۔کیونکہ گاڑی کا کس قدر کام کرانا پڑیگا؟اور اِس کے کتنے پرزے گھس جائیں گے؟ جوتبدیل کرنے پڑیں گے۔ یہ سب چیزیں مجہول ہیں ۔جب اجارہ مجہول ہوتو عقد اجارہ فاسد ہوتا ہے۔

چنانچہ علامہ علاء الدین حصکفی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

تَفْسُدُالْإِجَارَةُ بِالشُّرُوْطِ الْمُخَالِفَةِ لِمُقْتَضَى الْعَقْدِ فَكُلُّ مَاافْسَدَالْبَيْعَ مِمَّا مَرَّيُفْسِدُهَا... كَطَعَامِ عَبْدٍ وَعَلَفِ دَابَةٍ وَمَرَمَّةِ الدَّارِأَوْخَرَاجٍ أوْمُؤْنَةِ رَدٍّ أشْبَاهٌ

مقتضائے عقد کے خلاف شرطوں سے عقدِ اجارہ فاسد ہوجاتا ہے۔لہٰذا جوشرطیں بیع کوفاسد کرتی ہیں وہ اجارہ کوبھی فاسد کردیں گی۔مثلاً غلام یا جانور کرایہ پرلیااور یہ شرط ہے کہ غلام کا کھانااور جانورکوگھاس مستاجر دیگا۔یوں ہیں مکان کرایہ پردیااور ساتھ یہ شرط لگائی کہ اس کی مرمت یامکان کاٹیکس وغیرہ مستاجر کے ذمہ ہے۔(تنویرالابصار، درمختار مع شامی:۵/۳۲،مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

علامہ کاسانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

وَلَواسْتَأجَرَعَبْدًابِأجْرٍمَعْلُوْمٍ وَبِطَعَامِهِ أوْاسْتَأجَرَدَابَّةً بِأجْرٍمَعْلُوْمٍ وَبِعَلْفِهَالَمْ يَجُزْلأَنَّ الطَّعَامَ أوِالْعَلَفَ يَصِيْرُأُجْرَةً وَهُوَمَجْهُوْلٌ فَكَانَتِ الْأُجْرَةُ مَجْهُوْلَةً......

اوراگرایک آدمی نے غلام اجرت معلوم اور(اپنے پاس غلام مستاجری پررکھنے کےدوران) کھانا بھی دینے پرلیایا جانورکرایہ معلوم اوراسے گھاس کھلانے پرلیاتو جائزنہیں ہوگا۔کیونکہ اس طرح طعام اور چارہ بھی اجرت ٹھہریں گےاور وہ مجہول ہےتولہٰذا اجرت مجہول ٹھہری۔(بدائع الصنائع،۴/۴۸،مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔ **وَالْحِيْلَةُ أنْ يَزِيْدَفِيْ الْأُجْرَةِقَدْرَالْعَلَفِ ثُمَّ يُوَكِّلُهُ رَبُهَا بِصَرْفِهِ اِلَيْهَا**

,,اس میں حیلہ یہ ہے کہ اجرگھاس (کے خرچ) کی مقدار اجرت زائد طے کرلے پھروہ مستاجرکواس جانور کے چارہ میں صرف کرنے کاوکیل بنالے،،۔(فتاویٰ شامی:۵/۳۲،مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

مندرجہ بالاتصریحات کی روسے گاڑی میں پیدا ہونے والےنقصان کی ذمہ داری کرایہ کی ذیل میں مستاجر پربطور شرط عائد کرنا صحیح نہیں ہے۔بلکہ اس کے ذمہ فقط نقدی یا کوئی اور چیز جوکرایہ کی مد میں مقرر کی گئی لازم ہوگی۔خراب گاڑی ٹھیک کرانا مستاجر پرضروری نہیں۔البتہ اس میں یہ گنجائش ہے کہ گاڑی کے متوقع نقصان کوپیش نظر رکھتے ہوئے کرایہ زیادہ مقدار میں مقرر کیا جائے تاکہ گاڑی کا مالک ممکنہ حدتک

خسارے سے محفوظ رہے۔

رہا یہ سوال کہ اگر دوران سفر گاڑی معمولی فنی خرابی کی بنا پر چلنے سے راستہ میں بند ہو جائے اور اصل مالک سیکڑوں کلومیٹر دور ہو یا پھر اس کی کثیر تعداد میں گاڑیاں اس طرح کرایہ پر ہوں تو اس کا ہر گاڑی کو خود جا کر کے ٹھیک کرانا باعث تکلیف وحرج ہو تو اب اس کے لیے ضرورت کی بنا پر یہ حیلہ ہے ,,مستاجر کو گاڑی ٹھیک کرانے کی ذمہ داری وکالتاً سونپ دے اور مناسب موقع پر اس کا بل اسے دیدے،، یا پھر ماورائے شرط کے مستاجر تبرع کی صورت میں گاڑی اپنی طرف سے ٹھیک کرالے۔ البتہ تصرف بے جا کی صورت میں اگر گاڑی کا کوئی نقصان ہو جائے تو اسکی تفصیل آگے مذکور ہے۔

شرط دوم: یہ شرط بھی مفسد عقد اجارہ ہے۔ کیونکہ ہر وہ شرط جس کا عقد مقتضی نہ ہو تو وہ شرط عقد اجارہ کو فاسد کر دیتی ہے۔ چونکہ کرایہ پر حاصل کرنے والے لوگوں کے ہاں گاڑیاں بطور امانت ہوتی ہیں اور امانت میں بلا تعدی ہونے والے نقصان کا ذمہ دار امانت دار نہیں ہوتا، البتہ تصرف بے جا کی صورت میں ہونے والے نقصان کا وہ ضامن ہوگا۔ اور حتی الامکان امانت کی حفاظت اور نگہداشت اس پر ضروری ہوگی۔

شرط سوم: کی رو سے ,,گاڑی جتنے روز خراب ہونے پر رُکی رہے گی ان دنوں کے کرایہ لاگو کرنے کی شرط عائد کرنا صحیح ہے نہ کرایہ وصول کرنا درست ہے۔

علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

فِی الْبَزَّازِیَّةِ اِسْتَأجَرَ عَبْدًا لِلْخِدْمَةِ فَمَرِضَ العَبْدُاِنْ کَانَ یَعْمَلُ دُوْنَ الْعَمَلِ الْاَوَّلِ لَهُ خِیَارُ الرَّدِّ فَاِنْ لَمْ یَرُدَّ وَتَمَّتُ الْمُدَّةُ عَلَیْهِ الْاَجْرُ وَاِنْ کَانَ لَایَقْدِرُ عَلَی الْعَمَلِ أصْلاً لَایَجِبُ الْأَ جْرُ

بزازیہ میں ہے۔ ایک آدمی نے غلام کرایہ پر (کام کے لیے) لیا پھر وہ غلام بیمار ہو گیا اگر (مرض کی وجہ سے) پہلے کی طرح کام نہیں کر سکتا تو مستاجر کو غلام واپس کرنے کا اختیار ہوگا۔ اور اگر واپس نہ کیا اور مدت مکمل ہو گئی تو پھر اس پر اجرت لازم ہوگی۔ ہاں اگر بالکل کام نہیں کر سکتا تو پھر اجرت لازم نہیں۔ (فتاویٰ شامی: ۵/۴۷، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

مدت اور اجارہ کا عدم الذکر۔

گاڑی کی واپسی کا وقت مقرر نہ کرنا بھی شرعی لحاظ سے نادرست ہے۔ بلکہ یہ شرط بھی اس معاملہ کے لیے مفسد ہے۔

علامہ نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

☆اعتن بنظافة ثوبک، وحسن رائحتک، وترتیب مظهرک، مع السواک والطیب. ☆

وَفِيْ اِجَارَةِ الدَّوَابِّ لَا بُدَّ مِنْ بَيَانِ الْمُدَّةِ أَوْ الْمَكَانِ فَإِنْ لَمْ يُبَيِّنْ أَحَدَهُمَافَسَدَتْ

چوپایوں کے کرایہ میں مدت یامکان کابیان کرناضروری ہے ورنہ اجارہ فاسد ہوگا۔ (فتاویٰ ہندیہ: ۴/۴۴۰: بیروت لبنان)

اجراورمتاجر کا تعلقات کی بناپرکرایہ متعین نہ کرنا عقد اجارہ کےفساد کاموجب ہے۔چونکہ جہالت سےاجارہ فاسد ہوجاتا ہے۔اوراس کی مختلف صورتیں ہیں۔

ا۔جو چیز اجرت پردی جائے وہ مجہول ہو۔

۲۔منفعت کی مقدار مجہول ہو۔

یعنی مدت بیان نہیں کی مثلاً گاڑی کتنے دنوں کے لیے کرایہ پردی۔یااجرت مجہول ہویعنی یہ بیان نہیں کیا,,کرایہ کیاہوگا،،یاکام مجہول ہویعنی یہ تصریح نہیں کی کہ کیاکام لیاجائیگامثلاً گاڑی کرایہ پرلی اوریہ نہیں بتایاکہ باربرداری کےلیے ہے یاسواری کےلیے۔

علامہ ابن نجیم مصری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

وَشَرْطُهَاانْ تَكُوْنَ الْاُجْرَةُ وَالْمَنْفَعَةُ مَعْلُوْمَتَيْنِ لِأَنَّ جَهَالَتَهُمَاتُفْضِيْ اِلَى الْمُنَازَعَةِ

اور(صحت)اجارہ کے لیے اجرت اورمنفعت کامعلوم ہوناشرط ہے،کیونکہ ان دونوں کی جہالت باعث فساد ہے۔(بحرالرائق:۷/۵۰۷: مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

علامہ مرغینانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

,,وَلَاتَصِحُ حَتَّى تَكُوْنَ الْمَنَافِعُ مَعْلُوْمَةً وَالأجْرَةُ مَعْلُوْمَةً لِمَارَوَيْنَاوَلأنَّ الْجَهَالَةَ فِي الْمَعْقُوْدِعَلَيْهِ وَبَدَلِهِ تُفْضِيْ اِلَى الْمُنَازَعَةِ كَجَهَالَةِ الثَّمَنِ وَالْمُثَمَّنِ فِي الْبَيْعِ،،

,,اجارہ صحیح نہیں ہوتاحتیٰ کہ منافع معلوم ہوں اوراجرت معلوم ہو۔اس حدیث کی وجہ سے جوہم نے روایت کی۔نیزاس لئے کہ معقود علیہ(منفعت)اوراس کے بدل میں لاعلمی سے(فریقین کے درمیان)نزاع پیداہوگا۔جیساکہ بیع میں مبیع اورثمن کامجہول ہونا،،۔ (ہدایہ:۳/۲۹۶: مکتبہ رحمانیہ لاہور)

گاڑی کاکرایہ بجائے نقدی کےاگرمنفعۃ بالمنفعۃ ہو؟۔

اجارہ کے سلسلہ میں جس چیز کاوقوع کثرت سے ہے وہ یہ ہے کہ,,گاڑی کاکرایہ نقدی یاادھار کی صورت میں اجرکودیاجاتاہے البتہ کبھی موجراورمتاجرایک دوسرے کی سہولت مدنظررکھتے ہوئے بجائے نقدی کے کرایہ کامعاملہ یوں طےکرتے ہیں کہ,,موجرمتاجرکوکہتاہےکہ آج تم ہماری گاڑی لےجاؤاور فلاں تاریخ کواپنی گاڑی مجھے دےدینا۔جتنے وقت کے لیےتم ہماری گاڑی استعمال کروگےاتناوقت ہم بھی تمھاری گاڑی سے کام لیں گے،،اگروقت مقررپرمتاجراپنی گاڑی کرایہ کی مدمیں موجرکونہ دے

تو پھر اجر تقاضہ بھی کرتا ہے کہ جب ہم نے اسی معاہدہ پر اپنی گاڑی دی تھی تو اس نے کیوں نہیں دی۔

حالانکہ نقدی اور ادھار کی صورت میں اگر کرایہ کے پیسے مقرر نہ کیے ہوں بلکہ کرایہ ,,منفعت بالمنفعت،، ٹھہرایا جائے تو پھر اس میں یہ شرط ہے کہ منفعت ہم جنس کی نہ ہو (یعنی جس قسم کی گاڑی دی گئی اسی نوعیت کی گاڑی سے نفع اٹھانا) اجارہ طے نہ کیا جائے بلکہ مستاجرہ گاڑی کی جنس کے علاوہ گاڑی چلانے کا اجارہ طے کیا جائے۔ چونکہ اس صورت میں ,,رباء النسیہ،، بن جائیگا جو کہ حرام ہے۔ لہذا کار کے عوض کار، جیپ کے عوض جیپ، بس کے بدلے بس، ٹریکٹر کے بدلے ٹریکٹر مذکورہ بالا طریقہ کے مطابق ایک دوسرے کے نفع کے بدلے نفع اٹھانے کے لیے دینا درست نہیں ہے۔ البتہ جنس بدل جائے تو کوئی مضائقہ نہیں یعنی کار دی اور جیپ لی، ٹریکٹر دیا اور وین لی علی ہذا القیاس جس قسم کی گاڑی دی بطور کرایہ اسی قسم کی گاڑی سے نفع اٹھانا طے نہیں پایا بلکہ اور قسم کی گاڑی چلانا طے ہوا تو عدم جواز نہیں ہوگا۔ البتہ ماڈل بدلنے کی صورت میں جنس مختلف نہیں ہوگی۔

علامہ علاء الدین حصکفی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

اِجَارَۃُ الْمَنْفَعَۃِ بِالْمَنْفَعَۃِ تَجُوْزُ اِذَا اخْتَلَفَا جِنْسًا کَاسْتِئْجَارِ سُکْنٰی دَارٍ بِزِرَاعَۃِ اَرْضٍ وَاِذَا اتَّحَدَا لَا تَجُوْزُ کَاِجَارَۃِ السُّکْنٰی بِالسُّکْنٰی وَاللُّبْسِ بِاللُّبْسِ وَالرُّکُوْبِ وَنَحْوِ ذٰلِکَ لِمَا تَقَرَّرَ اَنَّ الْجِنْسَ بِانْفِرَادِہٖ یُحَرِّمُ النَّسَاءَ فَیَجِبُ اَجْرُ الْمِثْلِ بِاسْتِیْفَاءِ النَّفْعِ کَمَا مَرَّ لِفَسَادِ الْعَقْدِ..........

کرایہ بجائے عین کے منفعت بالمنفعت ٹھہرانا اس شرط کے تحت جائز ہے۔ جب دونوں منافع کی جنس مختلف ہو۔ مثلاً مکان میں رہائش کا کرایہ زمین کی کاشت مقرر کیا۔ اور جب دونوں کی جنس متحد ہو تو پھر جائز نہیں اس کی مثال مکان میں رہنے کا کرایہ (مستاجر اپنے مکان) میں (موجر) کی سکونت ٹھہرائی اور لباس پہننے کا اجارہ لباس پہننا متعین کیا اور (سواری پر سوار ہونے کا کرایہ مستاجر نے موجر کے لیے) اپنی سواری پر سوار ہونے کو طے کیا اور اس کی مثل بھی جائز نہیں۔ یعنی بالعموم کسی بھی چیز کی منفعت پر اسکی جنس کی منفعت اجارہ ٹھہرانا جائز نہیں۔

کیونکہ اگر جنس ایک ہو تو پھر ادھار حرام ہے۔ لہذا اگر کسی آدمی نے ایک چیز کے منافع حاصل کر لیے تو بجائے اسی جنس کے منافع سے موجر کو نفع اندوز ہونے کے اس پر اجارہ مثلی واجب ہوگا فساد عقد کی وجہ سے۔ جیسا کہ گذر چکا ہے۔ (درمختار مع شامی، ۵/۴۳، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

وَمُعَاوَضَۃُ الْبَقَرِ بِالْبَقَرِ فِی الْاَکْدَاسِ لَا تَجُوْزُ لِاتِّحَادِ الْجِنْسِ وَالْبَقَرِ بِالْحَمِیْرِ یَجُوْزُ

لِاخْتِلَافِ الْجِنْسِ
کٹی ہوئی کھیتی کو جمع کرنے اور ڈھیر لگانے کے لئے بیل کے عوض بیل (لینا، دینا) جنس کے متحد ہونے کی وجہ سے جائز نہیں البتہ بیل کے بدلے گدھا جائز ہے کیونکہ جنس مختلف ہے۔ (فتاویٰ شامی: ۴۳/۵، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

علامہ مرغینانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

وَاِنْ اسْتَاجَرَهَا لِيَزْرَعَهَا بِزِرَاعَةِ اَرْضٍ اُخْرٰى فَلَاخَيْرَ فِيْهِ وَ قَالَ الشَّافِعِيُّ هُوَ جَائِزٌ وَعَلٰى هٰذَا اِلاِجَارَةُ السُّكْنٰى بِالسُّكْنٰى وَاللُّبْسِ بِاللُّبْسِ وَالرُّكُوْبِ بِالرُّكُوْبِ لَهُ اَنَّ الْمَنَافِعَ بِمَنْزِلَةِ الْاَعْيَانِ حَتّٰى جَازَتْ الْاِجَارَةُ بِاُجْرَةِ دَيْنٍ وَلَايَصِيْرُ دَيْنًا بِدَيْنٍ وَلَنَااَنَّ الْجِنْسَ بِاِنْفِرَادِهٖ يُحَرِّمُ النَّسَاءَ عِنْدَنَافَصَارَ كَبَيْعِ الْقُوْهِيِّ بِالْقُوْهِيِّ نَسِيْئَةً وَاِلٰى هٰذَااَشَارَمُحَمَّدٌ وَلِاَنَّ الاِجَارَةَ جُوِّزَتْ بِخِلَافِ الْقِيَاسِ لِلْحَاجَةِ وَلَاحَاجَةَ عِنْدَاِتِّحَادِالْجِنْسِ بِخِلَافِ مَااِذَااخْتَلَفَ جِنْسُ الْمَنْفَعَةِ

اگر مستاجر نے زمین کرایہ پر لی تا کہ اس میں بوائی دوسری زمین کی بوائی کے عوض کرے تو اس میں خیر نہیں ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ جائز ہے اور اسی اختلاف پر رہائش کا اجارہ، رہائش، پہننے کا اجارہ، پہننا اور سواری کا اجارہ، سواری کے عوض۔ (احناف کے نزدیک جائز نہیں اور شوافع کے ہاں جواز ہے۔)

امام شافعی کی دلیل یہ ہے کہ منافع بمنزلہ اعیان کے ہیں یہاں تک کہ اجارہ اجرت دین پر جائز ہے اور دین کا عوض دین سے نہیں ہوتا۔ ہماری دلیل یہ ہے کہ تنہا جنس ادھار کو حرام کر دیتی ہے۔ پس یہ قوہستانی کپڑے کو قوہستانی کپڑے کے عوض ادھار فروخت کرنے کی طرح ہو گیا، امام محمد نے اسی کی طرف اشارہ کیا ہے اور اس لیے کہ اجارہ کو خلاف قیاس صرف ضرورت کی وجہ سے جائز رکھا گیا ہے اور اتحاد جنس کے وقت کوئی ضرورت نہیں ہے بخلاف اس کے جب جنس منفعت مختلف ہو۔ (ہدایہ: ۳۰۹/۳، مکتبہ رحمانیہ لاہور)

البتہ تبرع کی صورت میں ایک جنس کی اشیاء کا ایک دوسرے سے لین دین جائز ہے۔

جس کام کے لئے گاڑی کرایہ پر منگوائی اگر اس کا تعطل ہو جائے۔

کبھی ایسا بھی ہو جاتا ہے کہ جس مقصد کے تحت گاڑی مستاجری پر لی جاتی ہے وہ غرض فوت ہو جاتی ہے۔ مثلاً ,,بارات،، لے جانے کے لیے گاڑی کرایہ پر منگوائی تھی اور ہنوز بارات روانہ بھی نہیں ہوئی کہ دولھا یا دلھن فوت ہو گئی۔ الیکشن کے مواقع پر کثیر تعداد میں گاڑیاں بک کروائیں اور ادھر پارٹی کا سرپرست مرنے سے الیکشن ملتوی ہو گیا۔ ایسے ہی مریض کو ہسپتال لے جانے کے لیے گاڑی

☆اشکر ربک علی نعمة الدين والعقل،و العافية والستر،و السمع والبصر،و الرزق،و الذرية ،و غيرها.☆

منگوائی اور مریض وفات پا گیا۔طویل المیعاد پر اسکول یا کسی اور ادارے نے گاڑیاں کرایہ پر حاصل کر رکھی تھیں اچانک ادارہ بند ہوگیا۔غرضیکہ زندگی کے روز مرہ معمولات میں ایسا ہونا کوئی بعید نہیں تو اب! ان حالات کے پیش نظر موجر کا مستاجر کو گاڑی اپنے پاس رکھنے پر مجبور کرنا ضرر ہے اور اِسی کے تحت اسے اجرت دینے پر مجبور کرنا ظلم اور سنگدلی ہے۔جب کہ ایسے مواقع پر فسخ اجارہ کا جواز ہے۔

علامہ مرغینانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

وَتُفْسَخُ الْإِجَارَةُ بِالْأَعْذَارِ عِنْدَنَاوَقَالَ الشَّافِعِيُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ لَاتُفْسَخُ اِلَّابِالْعَيْبِ لِاَنَّ الْمَنَافِعَ عِنْدَهُ بِمَنْزِلَةِ الْاَعْيَانِ حَتّٰى يَجُوْزَالْعَقْدُ عَلَيْهَافَاَشْبَهَ الْبَيْعَ وَلَنَااَنَّ الْمَنَافِعَ غَيْرُمَقْبُوْضَةٍ وَهِيَ الْمَعْقُوْدُ عَلَيْهَافَصَارَالْعُذْرُفِي الْاِجَارَةِ كَالْعَيْبِ قَبْلَ الْقَبْضِ فِي الْبَيْعِ فَتَنْفَسِخُ بِهِ اِذِالْمَعْنٰى يَجْمَعُهُمَاوَهُوَعَجْزُالْعَاقِدِ عَنِ الْمُضِيِّ فِي مُوجِبِهِ اِلَّابِتَحَمُّلِ ضَرَرٍزَائِدٍلَمْ يَسْتَحِقَّ بِهِ وَهَذَاهُوَمَعْنَى الْعُذْرِعِنْدَنَا

ہمارے ائمہ کرام کے نزدیک عذروں (مجبوریوں) کی بنا پر اجارہ فسخ کیا جائے گا۔امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں،،اجارہ فسخ نہیں کیا جائے گا۔بجز اس کے کہ عیب پیدا ہو جائے۔اوران کی دلیل یہ ہے کہ ,,منافع بمنزلہ اعیان کے ہیں یہاں تک کہ ان پر عقد جائز ہے۔تو منافع بیع کے مشابہ ہوگئے،،اور ائمہ احناف کی دلیل یہ ہے۔,,منافع غیر مقبوض ہیں اور معقود علیہ بھی وہی ہیں تو اجارہ میں عذر ہوگیا جیسا کہ بیع میں قبضہ سے قبل عیب پیدا ہو جائے تو بوجہ عذر اجارہ فسخ کیا جاسکتا ہے۔کیونکہ سبب دونوں کو جامع ہے اوروہ سبب یہ ہے کہ,,عاقد کا موجبِ عقد میں عمل سے گذرنا ہے مگر ضرر زائد اور مزید نقصان اٹھانے کی صورت میں جس کا استحقاق اس سے نہیں ہوا۔اور ہمارے ائمہ احناف کے نزدیک عذر کا معنیٰ یہی ہے۔

(ہدایہ۳/۷ ۳۱، مکتبہ رحمانیہ لاہور)

علامہ برہان الدین اس کی مثال بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وَهُوَكَمَنْ ...اِسْتَاجَرَدَابَّةً لِيُسَافِرَ عَلَيْهَا ثُمَّ بَدَالَهُ مِنَ السَّفَرِفَهُوَعُذْرٌلِاَنَّهُ لَوْمَضٰى عَلٰى مُوْجِبِ الْعَقْدِ يَلْزَمُهُ ضَرَرٌزَائِدٌلِاَنَّهُ رُبَّمَايَذْهَبُ لِلْحَجِّ فَذَهَبَ وَقْتُهُ اَوْلِطَلَبِ غَرِيْمِهٖ فَحَضَرَاَوْلِلتِّجَارَةِفَافْتَقَرَوَاِنْ بَدَالِلْمُكَارِيْ فَلَيْسَ ذَلِكَ بِعُذْرٍ..........

کسی آدمی نے سفر کرنے کے لیے جانور کرایہ پر لیا پھر (معقول عذر کی بنا پر) اس کی رائے بدل گئی تو یہ عذر ہے کیونکہ اگر وہ موجب عقد پر گذرتا ہے تو اسے ضرر زائد اور اضافی نقصان لازم ہوگا۔کیونکہ ممکن ہے کہ اس نے (ادائیگی) کے لیے سواری منگوائی ہو اور حج کا وقت چلا گیا ہو یا قرض دار کی طلب کے لیے سواری منگوائی تھی اور وہ (اس کے پاس) موجود ہوگیا، یا تجارت کی غرض کے لیے سواری منگوائی اور خود

نادر ہوگیا۔یہ سب ایسے عذر ہیں جنکی بناپر اجارہ فسخ کیا جائیگا۔البتہ موجر کی رائے بدلنا فسخ اجارہ کے لیے عذر نہیں۔(ایضاً)

علی ہذاالقیاس :گاڑی بارات کے ساتھ لے جانے کے لیے کرایہ پر منگوائی تھی کہ دولھایادلھن کی وفات ہوگئی یااچانک انتظامیہ نے انہیں کسی جرم کی پاداش میں گرفتار کرلیا،یاپارٹی کے صدر کے مرنے سے الیکشن ملتوی ہوگیا،خسارہ کی بناپرادارہ چلاناممکن نہیں رہا۔توان سب صورتوں میں فسخ اجارہ جائز ہے۔

مستاجر مستاجرہ گاڑی پر کتناوزن اور سواریاں سوار کرسکتاہے؟۔

کرایہ پرلی جانے والی گاڑی کی دوسری صورت یہ ہے,,گاڑی کامالک ڈرائیونگ خودکررہاہے۔یامالک کی طرف سے ڈرائیور مختص ہے،،اس طرح کرایہ پرلی جانے والی گاڑی اورمقدم الذکرصورتوں کے احکام ایک دوسرے سے قدرے مختلف ہیں اس لیے ان کوایک دوسرے پرقیاس نہیں کرناچاہیے۔چونکہ مالک یااس کی طرف سے متعین کوئی آدمی گاڑی چلانے والا ہوتوپھر مستاجر گاڑی کے ہرقسمی نقصان سے بری الذمہ ہوتاہے،نہ اجرنقصان کے تاوان کا مستاجر سے مطالبہ کرسکتاہے۔بلکہ مستاجر بجزکرایہ کے گاڑی کے ہرقسمی نقصان سے بری ہوتاہے۔بشرطیکہ وزن کی مقدار میں ایسی تعدی نہ کی ہوجس سے گاڑی مالک یاڈرائیور بےخبرہو۔کرایہ کی گاڑی پرسواریوں کی تعداداوروزن لادنے کی تحدید کی بابت اصح یہ ہے کہ,,عقداجارہ،،کے وقت موجراورمستاجرسواریوں کی تعداداوروزن کی مقدارمتعین کرلیں تاکہ بعدمیں نزاع نہ ہواورگاڑی میں ہونے والےنقصان کا تاوان بھی مستاجر پرعائدنہ کیاجائے۔

جب متعاقدین سفرکرنے والےلوگوں اوروزن کی مقدارمتعین کرلیں گے بعدازاں مستاجر کومزیدسواریوں کے سوارکرنے یاوزن لادنے کاجواز ہوگانہ اجرکومتعین سواریوں کی تعداداوروزن کی بیان کردہ مقدارلادنے کےمنع کرنے کاحق ہوگا۔اگرمتعاقدین نے بوقت عقداجارہ یہ چیزیں بیان نہ کیں توپھرمستاجرکومعتادسواریوں اورمروجہ وزن سے زائدلادنے کاجوازنہیں ہوگابلکہ وزن لادنے اورسواریوں کے سوارہونے کے وقت متعاقدین کے مابین اگراختلاف ہوجائے توپھرایساعقداجارہ فسخ کیاجائیگا۔غیرمعتادسواریوں اوروزن لادنے کے باعث اگرگاڑی کانقصان ہوجائے توپھرمستاجرپر ضمان وتاوان ہوگا۔البتہ مرو[illegible]ریوں اوروزن سے تجاوزنہ کیااورگاڑی میں خرابی پیداہوگئی توپھرمستاجر پرچٹی نہیں ہوگی۔

جب گاڑی کے مالک اورڈرائیورسے مخصوص شہر،مسافت کی مقداراورمخصوص نوعیت کے راستہ پرسفرکرنابیان ہوجائے گاتواس کے بعدمستاجرراستہ تبدیل کرواسکتاہے نہ کسی اورشہرمیں اسی

عقد اجارہ کے ذیل میں گاڑی لے جانے کا مجاز ہے۔اگر مزید سفر کریگا یا کسی اور شہر میں جانے کا ارادہ کریگا تو پھر اس سفر کے لیے ,,جدید عقد اجارہ،، کریگا۔اگر نئے سرے سے معاملہ طے کئے بغیر گاڑی کہیں لے جائیگا تو پھر ,,اجرت مثلی دے گا،،گاڑی کا مالک یا ڈرائیور طے شدہ سفر کے بعد مزید آگے نہ لے جانے کا اختیار رکھتے ہیں ۔اور مستاجر اسی گاڑی پر زبردستی مزید سفر کرنے کا اختیار بھی نہیں رکھے گا اور اگر گاڑی مالک یوں کہے ,,جہاں تک پہنچانے کا آپ نے کہا تھا وہاں تک میں نے آپ کو پہنچادیا ہے لہذا کرایہ دو ادھر مستاجر کہتا ہے بھائی مزید آگے جانا پڑ گیا ہے۔لہذا گاڑی نہ روکیں ورنہ آپ کو کرایہ نہیں ملے گا تو ایسا کرنا عہد شکنی،حق تلفی اور ظلم وستم اور حرام ہے۔

علامہ نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

اِسْتَاجَرَ اِبِلاً اَوْ حِمَارًا لِيَحْمِلَ عَلَيْهَا الْحِنْطَةَ وَلَمْ يُبَيِّنْ مِقْدَارَ الْحِنْطَةِ وَلَا اَشَارَ اِلَيْهَا لَا يَجُوْزُ عِنْدَ الْبَعْضِ وَعِنْدَ الْبَعْضِ يَجُوْزُ وَيَنْصَرِفُ اِلٰى الْمُعْتَادِ وَهٰذَا اَظْهَرُ وَعَلَيْهِ الْفَتْوٰى كَذَا فِيْ جَوَاهِرِ الْاَخْلَاطِيِّ

ایک آدمی نے اونٹ یا گدھا اس لیے کرایہ پر لیا تا کہ اس پر گندم لادے۔لیکن گندم کی مقدار بیان کی نہ اس کی طرف اشارہ کیا۔بعض کے نزدیک ایسا عقد اجارہ جائز نہیں۔اور بعض علما کرام کے نزدیک جائز ہے گندم کی مقدار معروف مروج لادے گا۔اور یہ قول ثانی زیادہ ظاہر ہے اور اسی پر فتویٰ ہے۔(فتاویٰ ہندیہ:۴۴۰/۴،بیروت لبنان)

شیخ الاسلام محمد بن عبداللہ تمرتاشی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

وَاِنِ اسْتَاجَرَ حِمَارًا اِلٰى بَغْدَادَ وَلَمْ يُسَمِّ حَمْلَهُ فَحَمَّلَهُ الْمُعْتَادَ فَهَلَكَ الْحِمَارُ لَمْ يَضْمَنْ

اگر ایک آدمی نے گدھا بغداد تک سفر کرنے کے لیے کرایہ پر لیا اور اس پر جو بوجھ لادنا ہے اس کی مقدار اور نوعیت بیان نہیں کی اور رائج وزن لادا پھر گدھا ہلاک ہوگیا تو ضمان نہیں ہے۔(تنویرالابصار مع شامی، ۴۲/۵،مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ مذکورہ قول کے تحت لکھتے ہیں۔

خَرَجَ غَيْرُ الْمُعْتَادِ فَيَضْمَنُ اِنْ هَلَكَ كَمَا فِي الْاِتْقَانِي

(جب گدھا باربرداری کے لیے اجارہ پر لیا اور حمل کی مقدار مجہول رکھی تو غیر معتاد وزن خارج ہوگا) اور اس پر مروجہ اور معروف وزن سے زائد لادا اور وہ ہلاک ہوگیا تو پھر تاوان ہوگا۔(فتاویٰ شامی:۴۲/۵، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

☆توکل علی اللہ،وفوض الامر الیہ،وارض بحکمہ،والجا الیہ،واعتمد علیہ،فھو حسبک وکافیک.☆

مستاجرہ گاڑیوں میں ہونیوالے نقصان کا تاوان۔

کرایہ پردی جانے والی گاڑی کی ڈرائیونگ اگر مستاجر کے ذمہ ہواوراشتراط الضمان علی المستاجر کی شرط بھی لگائی جائے تو یہ شرط باطل ہے اور ایسا اجارہ فاسد ہے۔ متعاقدین باوِجوداس کے اگر عقد اجارہ ختم نہ کریں اور مستاجر سے گاڑی کا نقصان ہوجائے تو کیا اجراس سے تاوان وضمان لے گا؟

ایسی گاڑی میں ہونے والے نقصان وحادثہ کی وجوہ مختلف النوع ہوتی ہیں۔ ہرایک وجہ اوراسکا جواب ذیل میں ملاحظہ کیجیے۔

۱۔ مستاجر نے جب گاڑی لی تو ڈرائیونگ کی ذمہ داری مطلق نہ رکھی گئی بلکہ اجر نے مستاجر کو کہا گاڑی تم نے خود چلانی ہے یا فلاں آدمی چلائے گا۔

۲۔ راستہ بھی مختص کیا گیا فلاں روڈ پر گاڑی چلانا اوراس کے علاوہ کسی راستہ پر نہیں چلانا۔

۳۔ شہر بھی مقرر کیا گیا کہ فلاں شہر کے علاوہ گاڑی اورکسی شہر میں نہ لے جانا۔

۴۔ سواریوں کی تعداداوروزن کی مقدار بیان کرتے ہوئے اجارہ طے پایا۔

۵۔ ماہ، تاریخ اور یوم کا ذکر بھی کیا گیا کہ اتنے دنوں اورفلاں ماہ تک گاڑی اجارہ پر ہے اس کے بعد نہیں۔

اگر مستاجر نے مذکورہ تمام تر وجوہ کو بخوبی نبھایا، کسی بھی قسم کی تعدی نہ کی اور باوجوداس کے رینٹ کی گاڑی میں فنی خرابی پیدا ہوگئی، حادثہ سے تباہ ہوگئی یا ڈاکواورچور لے گئے جبکہ مستاجر نے ہمہ قسمی حفاظت اوردفاع بھی کیا تو مستاجر پر کسی قسم کی چٹی اورتاوان نہیں ہوگا۔ کیونکہ رینٹ کی گاڑی مستاجر کے ہاں بطورامانت ہوتی ہے، امین اگر امانت کی نگہداشت اورحفاظت میں کوتاہی نہ کرے اورتصرف بے جا کے ارتکاب سے بھی بازرہے تو اس پر ضمان نہیں۔

کیونکہ اشیاء مستاجرہ مسئلہ ضمان اورعدم ضمان میں مستعار اشیاء کے حکم میں ہیں۔ جب عاریتی اشیاء میں تصرف بے جا کی صورت کے علاوہ میں مستعیر پر ضمان نہیں تو مستاجرہ اشیاء کے نقصان کا بھی تاوان نہیں ہوگا۔

حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے اوروہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

مَنْ اُوْدِعَ وَدِیْعَۃً فَلاضَمَانَ عَلَیْہ

جس شخص کے ہاں امانت رکھی گئی اس پر ضمان نہیں ہے۔ (سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث، ۲۴۰۱، دارالمعرفۃ بیروت لبنان)

علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

اِشْتِرَاطُ الضَّمَانِ عَلٰی الْاَمِیْنِ بَاطِلٌ بِہٖ یُفْتٰی وَفِی الْعِمَادِیَّۃِ قَالَ اَبُوْجَعْفَرٍ اَلشَّرْطُ وَغَیْرُالشَّرْطِ سَوَاءٌ لِاَنَّ اِشْتِرَاطَ الضَّمَانِ عَلٰی الْاَمِیْنِ بَاطِلٌ وَبِہٖ نَاْخُذُوَفِی جَامِعِ الْفَتَاوٰی وَلَاتُضْمَنُ الْعَارِیَّۃُ وَاِنْ اُلْتُزِمَ الضَّمَانُ عِنْدَالْھَلَاکِ...وَلَوْعَیَّنَ طَرِیْقًافَسَلَکَ طَرِیْقًاآخَرَاِنْ کَانَا سَوَاءٌ لَایَضْمَنُ

امانت دار پرضمان کی شرط لگانا باطل ہے اور یہی قول مفتیٰ بہ ہے۔ابوجعفر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔امین پرشرط اورعدم شرط کی قید یکساں ہے۔کیونکہ امین پرضمان کی شرط باطل ہے اور ہم اسی پرفتویٰ دیتے ہیں۔اورجامع الفتاویٰ میں ہے عاریتی اشیاء کا تاوان نہیں دیا جاتا۔اگرچہ اس کی ہلاکت کےوقت ضمان کاالتزام کیا گیا ہو۔اگرمعیر اورمستعیر نے راستہ کی تعیین کرلی پھرمستعیر ایسے راستے پرسواری کو لے گیا جواس راستہ کی طرح تھا تو وہ ضامن نہیں ہوگا۔(تنقیح الحامدیہ:۸۶/۲،مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

نیزموصوف سے ایک شخص کے متعلق سوال کیا گیا کہ:

اِسْتَعَارَمِنْ آخَرَدَابَّۃً لِیَرْکَبَھَااِلٰی مَکَانٍ مَعْلُوْمٍ فَرَکِبَھَاوَقَبْلَ وُصُوْلِہٖ اِلٰی الْمَکَانِ صَادَفَہٗ مُتَغَلِّبٌ وَاَخَذَھَامِنْہُ بِالْقَھْرِوَالْغَلَبَۃِ وَلَمْ یُمْکِنْ مَنْعُہٗ بِوَجْہٍ وَخَافَ مِنْ ضَرَرِہٖ فَھَلْ لَاضَمَانَ عَلٰی الْمُسْتَعِیْرِ؟،،(الجوب)نَعَمْ؛لِاَنَّ الْعَارِیَّۃَاَمَانَۃٌ کَمَاتَقَدَّمَ وَالْمُسْتَعِیْرَ اَمِیْنٌ وَالْاَمِیْنُ اِنَّمَایَضْمَنُ بِتَرْکِ الْحِفْظِ اِذَاتَرَکَ بِغَیْرِعُذْرٍکَمَا فِی الْعِمَادِیَّۃِ

ایک آدمی نے مکان/مقام معلوم تک سفر کرنے کے لیے کسی سے جانور عاریۃً لیااوراس مکان/مقام تک پہنچنے سے قبل اس کی ایک ایسے آدمی سے ملاقات ہوئی جس نے اس سے قہروغلبہ سے چوپایہ چھین لیااوروہ کسی بھی وجہ سے رکاوٹ پرقادرنہیں۔بلکہ راہزن سے مزید نقصان کااندیشہ ہے کیاایسی صورت میں مستعیر پرضمان نہیں؟۔

جواب دیتے ہیں!ہاں ضمان نہیں ہے۔کیونکہ عاریت امانت ہےاورمستعیر امین ہے۔امین پرتاوان اس وقت ہوتا ہے جب وہ حفاظت نہ کرےاورترک حفاظت بھی بغیرعذرکے ہو۔(ایضاً)

علامہ مرغینانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

وَیَجُوْزُاِسْتِئْجَارُالدَّوَابِّ لِلرُّکُوْبِ وَالْحَمْلِ لِاَنَّہٗ مَنْفَعَۃٌ مَعْلُوْمَۃٌمَعْھُوْدَۃٌ فَاِنْ اَطْلَقَ الرُّکُوْبَ جَازَ لَہٗ اَنْ یُرْکِبَ مَنْ شَاءَ عَمَلًابِالْاِطْلَاقِ وَلٰکِنْ اِذَا رَکِبَ بِنَفْسِہٖ اَوْ اَرْکَبَ وَاحِدًا لَیْسَ لَہٗ اَنْ یُرْکِبَ غَیْرَہٗ لِاَنَّہٗ تَعَیَّنَ مُرَادًا مِنَ الْاَصْلِ وَالنَّاسُ یَتَفَاوَتُوْنَ فِی الرُّکُوْبِ فَصَارَ کَاَنَّہٗ نَصَّ عَلٰی رُکُوْبِہٖ ... وَاِنْ قَالَ عَلٰی اَنْ یَرْکَبَھَافُلَانٌ ... فَاَرْکَبَھَا غَیْرَہٗ ...فَعَطِبَ کَانَ ضَامِنًا لِاَنَّ النَّاسَ یَتَفَاوَتُوْنَ فِی الرُّکُوْبِ ...وَکَذٰلِکَ کُلُّ

☆کرر"لاحول ولاقوۃالاباللہ،فانھا تشرح البال،وتصلح الحال،ویحمل بھا الاثقال،وترضی ذا الجلال .☆

مَايَخْتَلِفُ بِاخْتِلَافِ الْمُسْتَعْمِلِ لِمَا ذَكَرْنَا ....الخ

چوپایوں کو سوار ہونے کے لیے اوران پر بوجھ لادنے کے لیے کرایہ پر لینا جائز ہے۔کیونکہ یہ منفعت معلومہ معہودہ ہے۔اوراگر اجر نے سوار ہونے کو مطلق رکھا، متعین نہ کیا، تو متاجر کے لیے اطلاق پرعمل کرتے ہوئے جائز ہے جسے چاہے سوار کرے۔لیکن ایک بار جب وہ خود سوار ہوگیا یا کسی دوسرے کو سوار کیا تو اب کسی اور کے سوار کرنے کا اختیار نہیں رکھے گا۔کیونکہ اس نے اصل مراد کو متعین کردیا۔اورلوگ سواری کرنے میں برابر نہیں ہوتے تو گویا کہ اس نے اس (خاص آدمی) کے سوار ہونے پر تصریح کردی۔ہاں اگر یہ کہا کہ اس شرط پر ''فلاں سوار ہوگا'' پھر اس نے اس کے علاوہ کو سوار کیا اور وہ چوپایہ ہلاک ہوگیا تو اس پر چٹی ہوگی۔کیونکہ لوگ سواری کرنے میں متفاوت ہوتے ہیں تو تعیین صحیح ہوئی۔ علی ہذاالقیاس جو بھی چیز استعمال کنندہ کے استعمال سے مختلف ہوتی ہے (متعین آدمی اور تعیین کے بعد اگر کوئی اور استعمال کریگا اور مستاجرہ چیز ضائع ہوجائے یا اسے نقصان پہنچے تو متاجر تاوان دیگا) (ہدایہ:۳۰۱/۳، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

البتہ اگر متاجر نے مذکورہ بالا وجوہ (یعنی متاجر نے جب گاڑی لی تو ڈرائیونگ کی ذمہ داری مطلق نہ رکھی گئی بلکہ اجر نے متاجر کو کہا گاڑی تم نے خود چلانی ہے یا فلاں آدمی چلائے گا۔راستہ بھی مختص کیا گیا کہ فلاں روڈ پر گاڑی چلانا اور کسی راستہ پر نہیں۔شہر بھی مقرر کیا گیا کہ فلاں شہر کے علاوہ گاڑی اور کسی شہر میں نہ لے جانا۔سواریوں کی تعداد اور وزن کی مقدار بھی بیان کرتے ہوئے اجارہ طے پایا۔ماہ تاریخ اور یوم کا ذکر بھی کیا گیا کہ اتنے دنوں اور فلاں ماہ تک گاڑی اجارہ پر ہے اس کے بعد نہیں) کے مطابق گاڑی استعمال نہ کی اور ہر قسمی تعدی کی تو پھر اس پر گاڑی میں ہونے والے نقصان بلکہ حادثہ کی صورت میں تباہ ہونے والی گاڑی کا تاوان ہوگا۔جب ڈرائیونگ کے لیے خود متاجر اجر کی رائے سے مختص کیا گیا یا کوئی اور ماہر آدمی مقرر کیا گیا تو پھر کسی اور آدمی نے گاڑی اگر چلائی اور اس کے چلانے سے نقصان واقع ہوگیا تو متاجر پر چٹی ہوگی۔

کیونکہ گاڑیاں چلانے کے سلسلہ میں تمام لوگوں کی مہارت یکساں نہیں ہوتی۔بلکہ بہت فرق ہوتا ہے۔ایک ڈرائیور تیز رفتار گاڑی کو قابو رکھنے کا، گاڑی میں فنی خرابی بروقت جاننے کا اور ررات کورش کی صورت میں گاڑی چلانے کا خاصہ تجربہ کار ہوتا ہے۔اور دوسرے کو اس سے نسبت تباین ہوتی ہے مثلاً ریڈایٹر کے کام چھوڑنے پر گاڑی لگاتار چلانے سے انجن فیل کر بیٹھتا ہے یا پھر ٹائر پھٹنے پر گاڑی نہ روکنے سے رموں کو ناقص کردیتا ہے ایسے گاڑی بہت تیز دوڑانے سے قابو نہ رکھنے سے درخت یا دیوار سے ٹکرادیتا ہے۔غرضیکہ ہر آدمی کی ڈرائیونگ میں فرق نیم روز کی طرح جب واضح ہے تو غیر مختص

☆اكثر من الاستغفار، فمعه الرزق والفرج، والذرية، والعلم النافع، والتيسير، وحط الخطايا. ☆

ڈرائیور سے گاڑی میں ہونے والے نقصان کی مستاجر پر چھٹی ہوگی۔ ایسے ہی اگر کسی دوسرے روڈ پر گاڑی لے گیا اور گاڑی میں نقصان ہوگیا تو مستاجر پر تاوان ہوگا۔ کیونکہ راستوں میں بھی فرق ہوتا ہے ایک راستہ تو بالکل برابر ہوتا ہے ایک آدھ انچ کا نشیب وفراز بھی نہیں ہوتا، اس قدر وسیع ہوتا ہے کہ درجنوں گاڑیاں بآسانی گذر سکتی ہیں، راستہ کے کناروں پر جنگلے اور خاردار تاروں نیز قریب قریب پولیس کی چوکیاں نصب ہوتی ہیں جنکی وجہ سے مسافر اور گاڑیاں اندرونی، بیرونی خطرات سے محفوظ رہتی ہیں۔

نیز روڈ ایسا بھی ہوتا ہے کہ فٹوں کے لحاظ سے اس میں گہرے گڑھے، جگہ جگہ شگاف، کوئی فرسخ شکستہ پلی سے خالی نہیں ہوتا ہے۔ راستہ تنگ ہونے کی بنا پر ہر وقت رش رہتا ہے۔ حفاظتی انتظامات ناپید، سیکڑوں میلوں تک روڈ کی دونوں طرف ایسا جنگل جہاں راہزنوں نے ڈیرے ڈالے ہوئے ہوں بجائے رات کے، دن کو مسافروں سے گاڑیاں چھیننا ان کے لیے مشکل نہ ہو۔ جب ایسے راستے پر سفر کرنے سے موجر نے روکا بھی ہو باوجود اس کے اگر اجر ایسے روڈ پر گاڑی سفر کرنے پر لے گیا اور اس سے نقصان ہوگیا تو کرایہ دار پر تاوان ہوگا۔ کیونکہ ایسے راستہ پر گاڑی لے جانا کئی وجوہ کی بنا پر تعدی ہے۔

نیز اگر سواریوں کی تعداد یا وزن کی مقدار زیادہ کرلی حالانکہ موجر سے ایک خاص تعداد اور مقدار پر عقد اجارہ ہوا تھا اور وزن زیادہ لادنے کی وجہ سے گاڑی الٹ گئی، اسکا حصہ خمیدہ ہوگیا، رِم خمدار ہوگئے، ٹائر پھٹ گئے، وزن زیادہ لادنے کی وجہ سے گاڑی کا زور زیادہ لگایا جس کی بنا پر گاڑی گرم ہوگئی اور اسے آگ لگ گئی یا انجن فیل ہوگیا۔ یا مدت اجارہ کی تکمیل کے باوجود گاڑی استعمال میں رکھی یا پھر شہر مختص سے گاڑی دور لے گیا۔ تو ان وجوہات کی بنا پر گاڑی کے ہر قسمی نقصان کا مستاجر ذمہ دار ہوگا۔

علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

اَنَّ فِی کُلِّ مَوْضِعٍ یَضْمَنُ فِی الْاِعَارَۃِ یَضْمَنُ فِی الْاِجَارَۃِ

ہر ایسا مقام جہاں اعارہ میں ضمان ہے وہاں اجارہ میں بھی ضمان ہے۔ (تنقیح الحامدیہ ۱۴۹/۲: مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

(امانت موقت بوقت، وقت گذرنے کے بعد اگر امین کے پاس رہے تو نقصان کی صورت میں وہ ضامن ہوگا)

موصوف ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں اور سوال یہ ہے،، زید نے عمرو سے عاریۃً گھوڑا لیا تاکہ چار دن کے لیے ایک مخصوص گاؤں تک اس پر سفر کرلے زید مذکورہ آبادی تک گھوڑے پر سوار ہوکر پہنچا تو اس گاؤں سے مزید دور والے گاؤں میں چلا گیا اور بجائے چار روز کے ایک ماہ غائب رہا پھر یہ کہتا ہوا واپس لوٹا،، ایام مذکورہ گذرنے کے بعد دوسرے گاؤں میں گھوڑا ہلاک ہوگیا،، کیا مذکورہ سوال کے مطابق زید گھوڑے کی قیمت کا ضامن ہوگا یا نہیں؟

جواب لکھتے ہیں۔

☆اقنع بصورتک وموھبتک ودخلک واھلک وبیتک تجد الراحۃ والسعادۃ.☆

حَیْثُ کَانَتْ عَارِیَۃُ الْحِصَانِ الْمَذْکُوْرَۃِ مُوَقَّتَۃً بِوَقْتٍ وَمُقَیَّدَۃً بِمَکَانٍ مُعَیَّنٍ فَاَمْسَکَہٗ بَعْدَ الْوَقْتِ وَتَجَاوَزَبِہٖ الْمَکَانَ الْمُعَیَّنَ یَضْمَنُ قِیْمَۃَ الْحِصَانِ لِصَاحِبِہٖ قَالَ فِی الْعِمَادِیَّۃِ ...وَفِی فَتَاوٰی الْقَاضِیْ ظَھِیْرِالدِّیْنِ اِذَاکَانَتْ الْعَارِیَّۃُ مُوَقَّتَۃً بِوَقْتٍ فَاَمْسَکَھَابَعْدَ الْوَقْتِ فَھُوَضَامِنٌ وَیَسْتَوِیْ فِیْہِ اَنْ تَکُوْنَ الْعَارِیَّۃُ مُوَقَّتَۃً نَصًّااَوْدَلَالَۃً حَتّٰی اَنَّ مَنْ اسْتَعَارَقَدُوْمًا لِیَکْسِرَالْحَطَبَ فَکَسَرَہٗ وَاَمْسَکَ حَتّٰی ھَلَکَ یَضْمَنُ

جب مذکورہ گھوڑاایک خاص وقت (چاردن کے لیے) اور معین جگہ (گاؤں تک لے جانے) کے لیے عاریۃً تھاتو اسے زید نے وقت (معین گذرنے کے بعد مزید) اپنے پاس روکے رکھااور مکان معین سے بھی اسے ساتھ لے کرآگے گزرگیاتو گھوڑے کے مالک کواس کی قیمت۔ (بطورضمان دے گااورفتاویٰ قاضی ظہیر الدین میں ہے (مستعاراشیاء) کاجب وقت مقرکیا گیاہواوروقت گزرنے پر مستعیر معیر کو اشیاء واپس نہ کرے تووہ ضامن ہوگاخواہ عاریت نصاً موقت ہو یادلالۃً۔حتیٰ کہ اگرکسی آدمی نے کلہاڑہ لکڑی توڑنے/کاٹنے کے لئے عاریۃً لیااورلکڑی توڑنے کے بعداسے اپنے پاس رکھاپھروہ ہلاک (ٹوٹ) گیاتومستعیر ضامن ہوگا۔(تنقیح الحامدیہ:۱۴۹/۲، ۸۷،مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

مزید لکھتے ہیں:

وَلَوْعَیَّنَ طَرِیْقاًفَسَلَکَ طَرِیْقاًآخَرَاِنْ کَانَا سَوَاءً لَایَضْمَنُ وَاِنْ کَانَ اَبْعَدًااَوْ غَیْرَمَسْلُوْکٍ ضَمِنَ وَکَذَااِذَاتَفَاوَتَافِی الْاَمْنِ...بَزَّازِیَّۃٌ مِنَ الرَّابِعِ مِنَ الْعَارِیَۃِ اَلْعَارِیَۃُ لَوْ مُوَقَّتَۃً فَاَمْسَکَھَا بَعْدَالْوَقْتِ مَعَ اِمْکَانِ الرَّدِّ ضَمِنَ وَاِنْ لَمْ یَسْتَعْمِلْھَابَعْدَ الْوَقْتِ ھُوَ الْمُخْتَارُ...(سُئِلَ)فِی الْمُسْتَاجِرِاِذَاسَاقَ الدَّابَۃَ سَوْقًاشَدِیْدًا غَیْرَمُعْتَادٍ وَعَنَّفَ فِی السَّیْرِ حَتَّی ھَلَکَتْ بِغَیْرِ اِذْنِ صَاحِبِھَا وَلَا وَجْہٍ شَرْعِیٍّ فَھَلْ یَضْمَنُ قِیْمَتَھَا؟(الجواب):نَعَمْ قَالَ فِی الْفَتَاوٰی الْعَتَّابِیَّۃِ فَاِنْ عَنَّفَ فِی السَّیْرِ ضَمِنَ اِجْمَاعاًوَمِثْلُہٗ فی التتارخانیہ والعمادیہ وفتاوی مؤیدزادہ

اگرکوئی شخص چوپایہ عاریۃً لے گیااوراسے ایسے راستے پر لے کرچلا جو طے شدہ کے علاوہ ہے۔اب اگردونوں راستے برابر ہیں تومستعیر پرضمان نہیں۔ہاں اگرایسے راستے پرچوپایہ کولے کرچلا جوقابل سفر نہیں (بجزتکلیف کے) توپھراس پرتاوان ہوگا۔نیز اگردونوں راستوں کے امن میں فرق ہو(جس راستہ کی بات ہوئی تھی وہ پُرامن تھااوروہ جس راستہ پر لے گیاہے وہ غیرمحفوظ ہےتواب بھی اس پرتاوان ہوگا) نیز عاریۃً لیے ہوئے چوپایہ کی واپسی کاوقت اگرمقررتھامستعیر نے باوجودواپس کرنے کےامکان کےاسے اپنے پاس رکھااگرچہ استعمال نہ کیاتوپھر بھی اس پرتاوان ہوگا۔

نیز علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ سے ایک سوال کیا گیا۔(اولاً سوال ملاحظہ کیجئے بعدازاں جواب:)
ایک آدمی نے چوپایہ کرایہ پرلیااور جب اس پرسوار ہوا(یاوزن لادا)تواس نے بہت ہی سختی سے تیز دوڑایاحتیٰ کہ دوڑانے کی حد مروجہ سے تجاوز کرگیااوراس کے مالک نے اجازت بھی نہ دی تھی اوراسی وجہ سے جانور ہلاک ہوگیاتو کیااس پرتاوان ہوگا؟
جواب لکھتے ہیں ہاں اس پرضمان ہے۔بشرطیکہ اس نے چوپایہ چلانے میں دُرشتی کی ہواور یہ حکم اجماعی ہے۔(تنقیح الحامدیہ:۱۴۶/۲،۸۷،مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

اجارہ فاسد کاحکم۔

عقدِ اِجارہ جب کسی بھی شرط کے تحت فاسد ہوتواس کوختم کرنالازم ہے۔کیونکہ یہ معصیت ہے۔اگر متعاقدین اس پراصرارکریں توپھر قاضی حق شرع کی وجہ سے جبراً ختم کرائے۔البتہ مستاجر منافع حاصل کرلےتو اجرت مثلی دے گا۔
علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:
وَالاِجَارَۃُ وَالْبَیْعُ اَخَوَانِ...... اجارہ اوربیع(بھائی)ایک جیسے ہیں۔(تنقیح الحامدیہ:۱۵۳/۲،مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)
جب اجارہ اوربیع ایک مثل ہیں اوربعض ائمہ کرام کے نزدیک اجارہ بیع کی ایک قسم ہے۔توبیع فاسد کاجوحکم ہے اجارہِ فاسدکاوُہی ہوناچاہیے۔
علامہ علاءالدین حصکفی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں بیع فاسد کے متعلق لکھتے ہیں:
یَجِبُ عَلٰی کُلٍّ وَاحِدٍمِنْھُمَااَیْ مِنَ الْبَائِعِ وَالْمُشْتَرِیْ فَسْخُہٗ قَبْلَ الْقَبْضِ اَوْبَعْدَہٗ مَادَامَ فِی یَدِالْمُشْتَرِیْ اِعْدَامًالِلْفَسَادِ لِاَنَّہٗ مَعْصِیَّۃٌ فَیَجِبُ رَفْعُھَابحر وَاِذَااَصَرَّاَحَدُھُمَا عَلٰی اِمْسَاکِہٖ وَعَلِمَ بِہٖ الْقَاضِی فَلَہٗ فَسْخُہٗ جَبْرًاعَلَیْھِمَاحَقًّالِلشَّرْعِ
بیع فاسدکوبائع ومشتری میں سے ہرایک پرفسخ کرناواجب ہے چاہےمبیع پرقبضہ سے پہلے ہویابعد،جب تک مبیع اپنے حال پرقائم ہےاوریہ فسخ فسادکوختم کرنے کے لیے ہے۔کیونکہ یہ معصیت ہے۔لہذااس کارفع واجب ہے،یہی وجہ ہے کہ اس میں قضاء قاضی کی شرط بھی نہیں اوراگروہ اس بیع فاسد کے برقرار رکھنے پراصرارکریں اورقاضی کوخبرہوجائےتووہ حق شرع کے لیےان دونوں یعنی بائع ومشتری پرجبرکرکے فسخ کراسکتاہے بزازیہ۔(درمختارمع شامی،۱۱۴/۴،مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)۔

متعاقدین میں سےکوئی ایک اگرتکمیلِ مدّتِ اِجارہ سےقبل فوت جائے؟۔

طویل المیعاداجارہ پرحاصل شدہ گاڑیوں کے مالک بعض اوقات مدت اجارہ ختم ہونے سے پہلے

☆تفاءل ولا تقنط ولا تياس واحسن الظن بربک وانتظر منه كل خير وجميل.☆

فوت ہوجاتے ہیں۔یا پھر مستاجر تکمیل مدت اجارہ سے پہلے مرجائے تو دونوں صورتوں سے اجارہ فسخ ہوجائے گا اور اس کے بعد متعاقدین میں سے کسی ایک کا رینٹ... پر حاصل شدہ گاڑی کو استعمال کرنا نادرست ہوگا۔

البتہ اگر مستاجر کسی ایسی جگہ پر ہے جہاں اسے فوراً گاڑی واپس کرنا نقصان دہ ہے تو اس کے لیے بقدر ضرورت اجر کی وفات کے بعد بھی گاڑی استعمال کرنا جائز ہے...اجر کی وفات کے بعد اس کا طے شدہ ,,عقد اجارہ،، تو فسخ ہوجاتا ہے۔لیکن اس کے سب ورثا متفقہ طور اپنے متوفی کی تکفین،تجہیز،تدفین،ادئیگی مہر ودین اور وصیت پر عمل کرنے کے بعد اس کی کرایہ پردی ہوئی گاڑی اگر عقد جدید کے ساتھ اسی مستاجر کو دے دیں تو کوئی ممانعت اور عدم جواز نہیں بلکہ ارفق بالناس ہے۔

اسی طرح اگر مستاجر فوت ہوجائے تو قدیمی عقد اجارہ اس کی مرگ کے ساتھ ہی فسخ ہوجائیگا۔البتہ اس کے ورثا اور اعزا،اقربا کو اگر فسخ اجارہ کی ذیل میں مستاجرہ گاڑیاں موجر کو واپس کرنے میں بہت دقت اور ادارہ چلانے میں مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا تو وہ بھی نئے سرے سے اجر سے معاملہ کر سکتے ہیں۔

علامہ مرغینانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

وَاِذَامَاتَ اَحَدُالْمُتَعَاقِدَیْنِ وَقَدْ عَقَدَالْاِجَارَۃَلِنَفْسِہٖ اِنْفَسَخَتْ لِاَنَّہٗ لَوْبَقٰی تَصِیْرُالْمَنْفَعَۃُالْمَمْلُوْکَۃُ بِہٖ اَوِالْاُجْرَۃُ الْمَمْلُوْکَۃُ لِغَیْرِالْعَاقِدِمُسْتَحَقَّۃً بِالْعَقْدِ

متعاقدین میں سے کوئی ایک اگر فوت ہوجائے اور اس نے عقد اجارہ بھی اپنی ذات کے لیے کیا ہو تو اجارہ فسخ ہوجائے گا۔کیونکہ اگر عقد باقی رہے تو اسکی منفعۃ مملوکہ یا اجرت مملوکہ غیر عاقد کے لیے ثابت ہوگی۔

(ہدایہ:۳/۳۱۷،مکتبہ رحمانیہ لاہور)

علامہ ابن نجیم مصری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

وَاِذَا مَاتَ اَحَدُھُمَاوَفِی الْاَرْضِ زَرْعٌ یُتْرَکُ اِلَی الْحَصَادِ...لِاَنَّھَا کَمَاتُفْسَخُ بِالْاَعْذَارِتَبْقَی بِالْاَعْذَارِ

متعاقدین میں سے کوئی ایک اگر فوت ہوجائے اور زمین میں ہنوز (کچی) کھیتی موجود ہے تو (اس اجارہ کو فصل کی) کٹائی تک قائم رکھا جائے گا۔کیونکہ اجارہ جس طرح عذر کی بنا پر فسخ کیا جاتا ہے۔اسی طرح عذر کی بنا پر باقی بھی رہتا ہے۔ (بحر الرائق ۸/۶۴: مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

☆افرح باختیار اللہ لک،فانک لاتدری بالمصلحۃ،فقد تکون الشدۃ خیر الک من الرخاء.☆